ناموں کے ساتھ کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ لیکن اب ان کے اصطلاحات بدل چکے ہیں۔ اب ہمیں ان صورتوں کا رائج الوقت نام اور جدید معاشی زبان معلوم کر کے ان کے آپس کا تعلق واضح کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر محمود غازی بیان کرتے ہیں: جب پاکستان میں وفاقی شرعی عدالت قائم ہوئی تو جسٹس صلاح الدین مرحوم اس کے پہلے چیف جسٹس تھے۔ ڈاکٹر محمود غازی کے مشورے سے انہوں نے بعض جید علمائے دین کو وفاقی شرعی عدالت کا مشیر مقرر کیا۔ فاضل جسٹس نے انہیں کھانے کی دعوت دی۔ ایک بزرگ جو بہت ٹھوس عالم تھے، ان کے ساتھ صوفے پر تشریف فرما تھے۔ چیف جسٹس صاحب نے ان سے پوچھا کہ جناب اسلامک سٹیٹ کی Minimum requirement کیا ہے؟ اس کا وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اب جسٹس صاحب نے اردو میں پوچھا: جی کسی ریاست کے اسلامی ریاست ہونے کے کم از کم تقاضے کیا ہیں؟ بزرگ اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ اب غازی صاحب نے مداخلت کرتے ہوئے کہا: جناب! جسٹس صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ "دار الاسلام" کی تعریف کیا ہے؟ اب انہوں نے فوراً جواب دیا اور بڑے مدلل انداز میں جسٹس صاحب کو مطمئن کر دیا۔

ہمارے پاس علماء کی کمی نہیں؛ لیکن لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کے لیے اصطلاحات اور جدید محاوروں سے دوری آڑے آتی ہے، جس کا تدارک وقت کی اہم ضرورت ہے۔ دینی درسگاہوں کے تعلیمی نگران حضرات کو اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے، تاکہ تعلیم باہدف ہو۔

[O][O][O][O][O][O][O][O][O][O][O][O]

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ (الانبیاء ۳۳)

نظام شمسی کے سیارے سورج کے گرد اپنے اپنے مدار پر ایک ہی سطح پر اینٹی کلاک وائز گھومتے ہیں، جسے Ecliptic کہتے ہیں۔

یونانی فلسفی ارسترخس پہلا شخص تھا، جس نے کہا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔

سولھویں صدی عیسوی میں نیکولس کوپرنیکس نے دعوی کیا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ کئی سال تک اس نظریے کو قبول نہیں کیا گیا، اس کے بعد نیوٹن نے حرکت کے قوانین پیش کیے، جس سے کوپرنیکس کے نظریے کو تقویت ملی۔

فاسئلوا اھل الذکر

آدابِ استفتاء

مفتی جماعت حافظ عبدالستار حماد

شریعت اسلامیہ نے ہر مکلف کو اللہ پاک کے قائم کردہ اصول وضوابط کے مطابق زندگی گزارنے کا حکم دیا ہے۔اس کے لیے علم ضروری ہے تاکہ عمل صالح دینی فہم وبصیرت کی بنیاد پر انجام دیا جائے۔دین میں فہم وبصیرت ہی علم نافع ہے۔فرمانِ الٰہی ہے: **وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا** (طٰہٰ ۱۱۴) اور کسی چیز میں اضافے کی دعا کا حکم نہیں فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ اعلم الناس ہیں، علم کی کوئی حد نہیں، جہاں اضافہ کی گنجائش نہ ہو۔ علم نافع کے ذریعے ہی وہ عمل واقع ہوتا ہے، جس کے ذریعے جنت ملے اور جہنم سے نجات حاصل ہو۔ اگر علم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھنے کا حکم دیا: **فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** (النحل ۴۳، الانبیاء ۷) اہل الذکر دینی علم میں رسوخ رکھنے والے ہیں۔

علم وعمل کے لحاظ سے لوگوں کی تین قسمیں ہیں: عمل سے پہلے علم حاصل کرتے ہیں، اور عمل مکمل بصیرت کی بنیاد پر کرتے ہیں۔یہی لوگ **الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** کے مصداق ہیں۔

علم رکھتے ہیں، اس پر عمل نہیں کرتے۔یہ **الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ** کی صفت ہے۔یہود بے عمل اہل علم تھے۔

عمل کرتے ہیں، علم نہیں رکھتے۔ یہ **الضَّالِّينَ** کی صفت ہے، جو اندھا دھند عمل کرتے ہیں۔

سوال وجواب کی اہمیت: اس اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے بعض اوقات وحی الٰہی بھی سوال وجواب کی شکل میں نازل ہوتی تھی۔ کبھی انسانی شکل میں فرشتہ آکر سوال کرتا تھا، جیسے حدیث جبرئیل مشہور ہے۔

بعض اوقات حقائق معلوم ہوتے؛ لیکن تصدیق کی خاطر سوال کیا جاتا تھا، جیسے ضمام بن ثعلبہ نے تمہید باندھ کر نماز، زکاۃ اور روزہ وغیرہ کے بارے میں سوال کرکے ارکان اسلام کی وضاحت حاصل کی۔

بعض اوقات منشائے الٰہی کے خلاف سوال بھی سامنے آئے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ** (المائدۃ ۱۰۱) یہ پابندی مہاجرین وانصار کے لیے تھی، جن کے پاس کافی علم تھا اور وہ روز بروز حصول علم میں مگن تھے۔باہر سے آنے والوں کے لیے

ہر سوال کی آزادی تھی۔ اس لیے حضرت انس نے کہا: کوئی دیہاتی آتا تو ہم اس کو سوال کرنے پر ابھارتے اور علمی استفادہ کرتے تھے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ (البقرۃ ۱۸۹)، **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ** (البقرۃ ۲۱۷)، **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ** (البقرۃ ۲۱۹)، **يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ** (الانفال ۱) **وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ** (النساء ۱۲۷)، **يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ** (النساء ۱۷۶)

ان سوالات کے جواب میں آپ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے یا وحی کی روشنی میں جواب دیتے تھے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ (النساء ۱۰۵)

سوال کا جواب "قرآن مبین" یا اس کے "بیان" سے دیا جانا چاہیے۔ امام ابن القیمؒ نے اعلام الموقعین عن رب العالمین میں سوالات الصحابۃ جمع کیا ہے۔ نواب صدیق الحسن خانؒ نے اس کی روشنی میں "فتاوی امام المتقین ﷺ" فارسی میں جمع کیا ہے۔

صحابہ کرام رضي الله عنہم اجمعین کے ہاں سوالات کا اہم ترین مقصد حصولِ قربِ الٰہی تھا۔

مفتی سے سوال کرنے کا مقصد صرف ٹائم پاس کرنا یا مفتی کو لاجواب کرنا نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ عمل کے لیے بہتر رہنمائی کی تلاش ہونا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ فِيهَا؟ قَالَ: "قُولِي: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عُفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي". هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت عائشہؓ نے سوال کیا: شب قدر نصیب ہو جائے تو کیا دعا کروں؟ فرمایا: یہ دعا کرو۔

دوسری قسم: کسی آیت کریمہ کے فہم میں کوئی الجھن پیش آئے تو فہم قرآن کے لیے سوال کیا جائے۔ **فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ** (۸۱) **الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ** (الانعام ۸۲) ظلم کیا ہے؟ وضع الشیئ فی غیر محلہ یہ لغوی معنی کے لحاظ سے عام ہے۔ اس لیے صحابہ کرام نے پوچھا: ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے نفس پر کبھی کوئی ظلم نہ کیا ہو؟ فرمایا: أَوَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لِابْنِهِ: **يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ**"

یا صحابہ کو کسی حدیث کے سمجھنے میں دشواری پیش آئی۔ جیسے دجال کی آمد سے متعلق حدیث سن کر پریشانی ہوئی۔عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ.... فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعِينَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ اقْدُرُوا لَهُ» [الترمذی ٢٢٣٠: حسن صحيح غريب وصححه الالبانی] ”دجال چالیس دن رہے گا۔ان میں سے پہلا دن سال برابر، دوسرا دن مہینہ برابر، تیسرا دن ہفتہ برابر اور باقی ٣٧ دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔“ سوال ہوا: سال برابر دن میں نماز ایک دن کے حساب سے پڑھنا کافی ہوگی؟ فرمایا:”نہیں بلکہ اندازے سے نماز حسب معمول پڑھتے رہو۔“ دیکھیے! نماز کے اوقات سے متعلق سوال کیا۔کسی نے نہیں کہا: ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟!“

شرعی حکم بیان فرمایا تو مزید سہولت حاصل کرنے کے لیے سوال کیا۔ سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں: رَسُول اللّٰہِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے(فتح خیبر کے بعد) آگ جلتی دیکھ کر پوچھا تو کہا گیا: پالتو گدھوں کا گوشت پک رہا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: "أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَكَسِّرُوهَا يَعْنِي الْقُدُورَ "، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَوْ نَغْسِلُهَا؟، قَالَ: «أَوْ ذَلِكَ» ”گوشت کو انڈیل دو اور برتن توڑ دو۔“ ایک شخص نے سوال کیا:”برتنوں کو دھو کر استعمال کریں؟ تو انہیں اجازت دی۔[المعجم الاوسط ٢٢٣، شرح معانی الآثار ٦٣٩٩، مسند الرویانی ١١٣]

رسول اللہ ﷺ نے کوئی شرعی حکم بیان فرمایا، پھر کوئی اور حکم سامنے آیا تو سائل نے ان کے مابین تضاد خیال کر کے سوال کیا۔ جیسے حضرت عمر فاروق نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا دیکھا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ یہ جوڑا خرید لیجیے تاکہ عید اور وفود کی آمد کے مواقع پر پہن سکیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:«إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ» کچھ عرصے

بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک ریشمی کوٹ حضرت عمر کو بھیج دیا۔ آپؓ اسے لے کر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں"؛ پھر آپ نے مجھے یہ کوٹ بھیج دیا ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: «تَبِيعُهَا أَوْ تُصِيبُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكَ» "اسے فروخت کر دیا اس سے اپنی اور کوئی ضرورت پوری کرو۔" [البخاري ٣٠٥٤و مسلم ٨ (٢٠٦٨)]

کبھی ایک انسان کے سامنے نئی صورت حال سامنے آئی تو اس سے متعلق شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے سوال کیا، جیسے حضرت عقبہ بن الحارثؓ کی شادی بنت اھابؓ سے ہوئی۔ ایک دن ایک کالی خاتون نے آ کر دعویٰ کیا: "میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔" وہ فوراً مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آیا، اور رسول اللہ ﷺ کو اپنا مسئلہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ!» "تم اسے اپنی زوجیت میں کیسے رکھ سکتے ہو جبکہ یہ بات کہی گئی ہے؟!" عقبہؓ فوراً مکہ واپس آیا اور اس کو جدا کر دیا۔ [البخاری ۸۸، ۲۰۵۲، ۲۶۴۰]

جس چیز میں حلت و حرمت کے مختلف پہلو ہوں تو اس کے شرعی حکم سے متعلق سوال کرنا، جیسے ذبیحہ کے پیٹ میں بچہ ہو تو اس کی حلت و حرمت سے متعلق حضرت ابو سعید وغیرہ نے سوال کیا تو ارشاد فرمایا: «كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ، فَإِنَّ ذَكَاتَهُ، ذَكَاةُ أُمِّهِ» (ابن ماجه ٣١٩٩) "اسے کھانا چاہے تو کھا سکتے ہو، یقیناً اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح ہے۔" «ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ» "پیٹ کے بچے کا ذبح اس کی ماں کا ذبح ہی ہے۔" [ابوداود ٢٨٢٨، الترمذی ١٤٧٦ وحسنه وصححه الالباني] اس سوال جواب کے ذریعے ذہنی الجھن کو دور کر دیا۔

سوال ہوا: اللہ تعالیٰ حق کے بیان سے شرماتا نہیں ہے۔ مردوں کی طرح خواتین کو بھی احتلام ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: "جب وہ منی کی تری پائے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔" [البخاری ح: ١٣٠، ٢٨٢، ٣٣٢٨، مسلم ح: ٢٩ (٣١٠)، ٣٠ (٣١١)]

انسان محسوس کرتا ہے کہ مجھے کوئی مسئلہ پیش آیا ہے۔ نماز کے دوران پیٹ میں گڑبڑ محسوس ہو تو کیا وضو دوبارہ کرنا پڑے گا؟ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا، فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى

يَسْمَعَ صَوْتًا، أَوْ يَجِدَ رِيحًا»[مسلم ح:۹۹(۳٦۲)]یعنی واضح طور پر وضو ٹوٹنے کا پتہ چلے بغیر ہرگز مسجد سے باہر نہ جانا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ سے کیے گئے بعض ناپسندیدہ سوالات:

حضرت ابو موسی اشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بعض سوالات کیے گئے جنہیں آپ نے ناپسند کیا۔ پھر (ناراضگی کے عالم میں) فرمایا: "مجھ سے جو چاہو پوچھ لو" تو ایک شخص نے پوچھا: "میرا باپ کون ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: «أَبُوكَ حُذَافَةُ» پھر دوسرا شخص اٹھا اور پوچھنے لگا: میرا باپ کون ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا: «أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ» اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی دیکھ کر حضرت عمر فاروق نے کہا: "ہم اللہ عزت اور جلال والے کی طرف توبہ کرتے ہیں۔" [البخاری ح:۹۲، مسلم ح:۱۳۸(۲۳٦۰)]ان سوالات کا کوئی دینی فائدہ نہیں تھا۔

اس موقع پر اللہ تعالی کا فرمان نازل ہوا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ** (المائدة۱۰۱) جب یہ آیت نازل ہوئی: **وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ** (المائدة۹۷) ایک شخص نے سوال کیا: "کیا ہر سال حج فرض ہے؟" آپ ﷺ نے کئی بار اپنا بیان دہرایا، اس نے بار بار یہی سوال کیا۔

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ: {**وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا**} [آل عمران: ۹۷] قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ عَامٍ؟ قَالَ: «لَا، وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ» ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: {**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ**} [المائدة: ۱۰۱ الترمذي وحسنه ۸۱٤،۳۰۵۵ ،ابن ماجه ۲۸۸٤] اطلاق کا مطلب ایک دفعہ ہے۔